

## قسط 15

وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

جس نے اسے اپنے پاس بٹھایا ہوا تھا۔

آپ کا جو دوست آیا تھا۔

وہ پھر تو نہیں آئے گا۔

وہ مجھے بہت عجیب سی پیشکش کر رہا تھا۔

اور نظر بھی بہت عجیب تھی اس کی۔

وہ بہت تحمل سے مراد سے بات کر رہی تھی۔

کہ اسے کہیں غصہ نہ آجائے۔

کیسی پیشکش۔

اسے امید نہیں تھی کہ وہ پیشکش بھی کر کر جا چکا ہے۔

اپنا کارڈ دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

چیزوں کی، پیسوں کی، کپڑوں کی ضرورت ہو۔

تو مجھے کال کر لینا۔

مجھے غلط لڑکی سمجھ رہا ہے وہ۔

ہر لڑکی ایک جیسی تھوڑی ہوتی ہے۔

وہ اپنی انگلیوں کو چھیڑتی ہوئی بولے۔

تم نے کیا کہا پھر۔

وہ جسے اپنا منہ میٹھا لگ رہا تھا۔

ایک دم کڑوا لگنے لگا۔

میں نے بھی ایک اچھا جواب دیا اسے۔

کہا کپڑے بہت ہیں میرے پاس۔

اور پیسوں کی مجھے ضرورت نہیں۔

چیزیں خراب تو ہو ہی جاتی ہیں۔

وہ ہاتھ پر مکا مارتی بتانے لگی۔

بہت اچھا جواب دیا۔ ویری گڈ۔

وہ ایسا ہی ہے اسے کسی کا کوئی احساس نہیں۔

لیکن اب وہ میری غیر موجودگی میں نہیں آئے گا۔

اگر آ بھی گیا تو تم اس کے سامنے نہیں آؤ گی۔

اور عورت نازک ہوتی ہیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔

اگر ہمارے معاشرے میں عورت کام کرے۔

تو مرد سے زیادہ ترقی حاصل کر سکتی ہے

لیکن جب وہ عورت ترقی حاصل کر لیتی ہے

تو معاشرہ اس سے حسد کرنے لگتا ہے کہ

عورت ہو کر اتنی ترقی پا رہی ہے۔۔

معاشرہ اس عورت سے جلنے لگتا ہے۔

معاشرہ اسے بری عورت سمجھتا ہے۔۔

اس کے کریکٹر پر پہنچ جاتا ہے۔۔

کیوں کیونکہ وہ ایک عورت ہے۔

لوگوں کی کبھی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

لوگ کیا سوچتے ہیں۔۔

یہ ہم نے نہیں سوچنا لوگوں نے سوچنا ہے۔

آگے لوگوں کا دماغ وہ جو مرضی سوچے۔۔ کیوں۔۔

ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔

انسان کا اپنا کردار اچھا ہونا چاہیے۔

چاہے وہ پھر عورت کا ہو یا پھر مرد کا۔

مجھے اچھا لگا کہ تم نے

اسد کے سوال کا اچھا جواب دیا۔

انہتا کو امید نہیں تھی۔۔

کہ وہ اسے داد دے گا۔

آپ کو چاہیے تھا۔

آپ بزنس مین اور سائنکولوجسٹ کے

خوابوں سے باہر نکل کر

موٹیویشنل اسپیکر بن جاتے تو کیا تھا۔۔

کیوں سمجھداروں والی باتیں کرتا ہوں اس لیے۔

وہ اپنی پلیٹ سے چاکلیٹ کھانے لگا۔

جو کہ اس نے نہیں کھائی تھی۔

جی۔ ویسے یہ پروفیشن بھی آپ پر سوٹ کرے گا۔

وہ اس کی بات پر بے اختیار ہنستا چلا گیا۔

اور وہ بے اختیار اسے ہنستا دیکھنے لگے۔

وہ گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھ چکی تھی۔

جو کافی وقت سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

چلیں میڈم جی۔

وہ ایک دم سے ڈراتے ہوئے



اس کی طرف آیا کہ وہ ڈر گئی۔

آپ نے مجھے ڈرا دیا۔

وہ فوراً سے بولی۔

میرے کہنے سے پہلے ہی اگے بیٹھ چکی ہوں گڈ۔

وہ گاڑی کو گھر سے باہر نکالتا ہوا اس سے مخاطب ہوا۔

اسے امید نہیں تھی کہ

وہ اتنے پر جوش ہوگی گھومنے کے لیے۔

کہاں جا رہے ہیں۔

وہ سوسائٹی کے مین گیٹ

کو دیکھتی اسے اپنی جانب متوجہ کرنے لگی۔

ریسٹورنٹ تو ہم جائیں گے نہیں۔

کیونکہ ناشتہ ہم نے تھوڑی دیر پہلے کیے ہے۔

سو شاپنگ پر۔

مال چلتے۔۔ اوکے۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن مال میں مہنگی چیزیں ملتی ہیں۔

اور میں پیسے بھی تھوڑے لائی ہوں۔

بازار چلے جاتے ہیں بہت سستی چیزیں۔

اور اچھی چیزیں مل جائیں گی۔۔

وہ اسے ایک مسئلہ بتانے لگی۔

تم میرا کارڈ استعمال کر لینا۔

وہ اس کے مسئلے کو حل کرتا ہوا بولا۔

نہیں میرے پاس پیسے بہت ہیں۔



وہ ہاتھ میں پکڑتی والٹ کو دیکھتی بولی۔

کتنے ہیں ٹوٹل۔

مراد کو پتہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ کتنی امیر ہے۔

20 ہزار ہیں میرے پاس۔

وہ اسے بتانے لگے کہ وہ کتنی امیر ہے۔

بہت زیادہ ہیں۔۔

میرے اکاؤنٹ میں تو 20 بھی نہیں ہوں گے۔۔

آج شاپنگ تم کروا دینا مجھے کیوں۔۔

اچھا ایڈیا ہے نا۔

وہ اپنا منہ موڑتا مسکرانے لگا۔

مال میں بہت مہنگے ڈریسز ہوتے ہیں۔

بازار چلتے ہیں مال میں تو۔

یہ پیسے ایسے آڑ جائیں گے۔

جیسے کچھ لیا بھی نہیں۔

بازار چلے نا۔

آگے کٹ آئے گا وہاں سے الٹے ہاتھ چلے جائیں۔

وہ اسے بازار کا راستہ بتانے لگے۔

بہت پتہ ہے راستوں کا یہاں کے۔

وہ حیران ہوا تھا کہ اسے

شہر کے راستوں کا اتنا کیسے پتہ۔

جی کالج آتی تھی نا یہاں اور

یہاں رہی بھی ہوں دو سال تک

پھر حویلی آگئی تھی اس لیے

راستوں کا پتہ ہے۔

وہ اسے بتانے لگی۔

وہ یہاں کالج آتی تھی۔

بس اس نے اسے یہ نہیں بتایا

کہ وہ کالج عشق لڑانے آتی تھی۔

ٹھیک ہے بازار چلتے ہیں۔

لیکن میں کبھی بازار نہیں گیا۔

پہلی بار کوئی حویلی میں سے لنڈا بازار جا رہا ہے۔

وہ اس بازار کے راستے پر جا رہا تھا۔

جہاں وہ اسے کہہ رہی تھی۔

لنڈا بازار تھوڑی ہے۔۔

سادہ سا بازار ہیں۔۔

بہت کچھ ملتا ہے وہاں۔

آپ کو مزہ آئے گا پکا۔

وہ اسے بازار کے بارے میں بتانے لگی۔

جو کہ لنڈا بازار نہیں تھا۔

بلکہ ایک سادہ سا بازار تھا۔

چھوٹا سا بازار۔۔

چلو کوئی نہیں دیکھتے ہیں۔

وہ اس کی طرف دیکھنے لگا۔

جو کافی پر جوش تھی۔

لنڈا بازار جانے کے لیے۔

وہ بازار بے شک سادہ ہی بازار کیوں نہ ہو۔۔

مگر مراد نے اسے لنڈا بازار ہی کہنا تھا۔

وہ اس کے قریب آتا اسے متوجہ کرنے لگا۔

کتنا رش ہے یہاں۔

وہ بازار میں رش دیکھتا ہوا بولا۔

ہاں ہے تو لیکن مزہ آئے گا۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑتی اگے بڑھنے لگی۔۔

جیسے وہ بھول گئی ہو کہ

وہ کس کے ساتھ آئی ہے۔۔

وہ حیران ہوتا اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا۔

جیسے پکڑ کر وہ آگے بڑھ رہی تھی۔

جیسے وہ کہیں کھو نہ جائے۔

وہ لڑکی کیا تھی۔۔

لیکن جو بھی تھی مراد کی تھی۔

وہ رش میں مراد کا ہاتھ

پکڑتی ہوئی گزر رہی تھی کہ

اچانک اس کی نظر گول گپوں کی ریڑی پر پڑی۔

کہ وہ اس کا ہاتھ چھوڑتی فوراً اس کی طرف بھاگی۔

نہ جانے کب وہ لڑکی اس کو

چھوڑتی تھی اور کب پکڑتی تھی۔



یہ چیز آج تک مراد کو بھی نہیں پتہ چلی تھی۔

گول گپے کھاتے ہیں۔

اتنی رش میں۔۔

وہ وہاں کھڑا ہو گیا۔

جہاں وہ کھڑی تھی۔

بھائی کتنے کی پلیٹ ہے۔

وہ اس ریڑی والے سے پوچھنے لگی۔

دو سو کی ہے بہن۔

ریڑی والا گول گپے بناتا اسے بتانے لگا۔

اتنی مہنگی کر دی آپ نے۔۔

پہلے تو بہت سستی ہوتی تھی۔

وہ مراد کی طرف دیکھتی مایوس ہوئی۔۔

مہنگائی بھی تو ہو گئی ہے۔

وہ ریڑی والا اسے بتانے لگا۔

کہ کتنی مہنگائی ہو گئی ہے۔۔

چلیں ٹھیک ہے ایسا کریں۔

دو پلیٹ کر دیں فل سپانسی۔

اپ سپانسی کھائیں گے نا۔

وہ مراد کی طرف دیکھنے لگی۔۔

جو سر ہلا کر ہاں کا اشارہ کر رہا تھا۔

انہتا کا حکم سر آنکھوں پر اس وقت مراد کے لیے۔

یہ ہاں کا اشارہ اس سے بہت مہنگا پڑنے والا تھا۔

وہ دونوں وہاں پڑی کر سیوں پر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر بعد ایک لڑکا دو گول گپوں کی پلیٹ

ان کے سامنے رکھ کر جا چکا تھا۔

وہ جلدی سے گول گپے کو منہ میں ڈالتی

اسے اشارہ کرنے لگی۔۔

جو چچ سے گول گپے کو توڑ رہا تھا

جبکہ وہ پورا منہ میں ڈال چکی تھی۔

پورا ڈالیں چچ کا کوئی فائدہ نہیں۔

وہ اسے کہنے لگی۔

میں نے آج تک کبھی ایسے نہیں کھائے۔

ہمیشہ چچ سے کھائے۔۔

وہ گول گپے کو ٹیسٹ کرتا ہوا بولا۔

جو کافی مرچی دار تھے۔

جو ہاتھ سے کھانے کا مزہ ہے۔

وہ چیچ سے نہیں ہے۔

دیکھیں مجھے پہلے

ان دونوں انگلیوں سے گول گپے کو پکڑیں۔

پھر منہ میں ڈال لیں۔ ایسے زیادہ مزہ آئے گا۔

وہ اسے ترتیب بتا رہی تھی۔

وہ اس کی بات مانتا ویسے کرنے لگا۔

جیسے وہ کہہ رہی تھی۔

وہ بالکل انتہا کی طرح گول گپے کو منہ میں

ڈالنے ہی لگا تھا کہ اس کے ہاتھ سے وہ چھوٹ گیا۔

لو جی ہو گیا ایک گول گپے کا قتل۔

یہ کام تھوڑا مشکل تھا اس کے لیے۔۔

اور دوبارہ سے چچ کو پکڑ کے کھانے لگا۔

رکے میں بتاتی ہوں چچ کو چھوڑ دیں۔۔

میں ہی کھلا دیتی ہوں آپ کو۔

وہ اس کی پلیٹ سے گول گپے کو اٹھاتی

اس کے منہ میں ڈالنے لگی

کہ وہ ایک دم سے اچھل اٹھا

کیونکہ وہ اس کا پورا منہ بڑھ چکی تھی۔

کھالے۔۔ اندر جانے دیں چبائے تو سہی۔

وہ اپنے منہ میں گول گپا ڈالتی ہوئی بولی۔

انہتا اس سے کیا کیا کروا رہی تھی۔

اسے امید نہیں تھی کہ وہ اتنی کھلی ہے۔

اس کے اندر ایسی بھی حرکتیں ہوں گی۔

اسے لگا تھا وہ بہت سنجیدہ۔۔

سمجھنے والی۔۔

جبکہ اب اسے لگ رہا تھا کہ

وہ ایک چھوٹی سی بچی ہے۔

جسے اسے آگے چل کر پالنا ہے۔

وہ ہاتھ کا اشارہ کرتی بچے

کو پانی کا کہہ چکی تھی۔



وہ سارے گول گپے جلدی سے ختم کر چکی تھی۔

اس نے مراد کی پلیٹ کو دیکھا۔

جس نے مشکل سے چار ہی کھائے تھے۔

جبکہ وہ سارے کھا چکی تھی۔

وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

جو ایک دم سے لال ہو چکا تھا۔

انہتا کو اس وقت ایک نظم یاد آئی۔

لال ٹماٹر بڑے مزیدار۔

لال ٹماٹر بڑے مزیدار۔۔۔

وہ سر نیچے جھکائے مسکرانے لگی کہ

وہ اس کی پلیٹ سے ایک گول گپے کو اٹھاتی ہوئی بولی۔

یہ لیں ایک اور۔

بہت سپانسی ہے نو۔

پانی منگایا ہے۔۔

کھا لیں پلیر ورنہ ضائع ہو جائیں گے۔

وہ اس کی بات مانتا منہ میں ڈال چکا تھا۔

جو اس سے بڑے پیار سے ریکویسٹ کر رہی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد وہ سارے ختم کر چکا تھا۔

مگر مشکلوں سے۔ نہایت ہی مشکلوں سے۔۔

کبھی اس نے اتنی مرچ مصالحوں

والی چیزیں نہیں کھائی تھی۔۔

لیکن پہلی بار صرف انہما کی وجہ سے کھا رہا تھا۔

وہ بہت نارمل چیزیں کھانے والا انسان تھا۔

وہ یقیناً اسے بہت مختلف چیزیں کھلا رہی تھی۔

جو اس نے پہلے کبھی نہیں کھائی تھی۔

اس کی زبان کو پانی کی اس وقت شدید طلب تھی۔

مگر وہ بول نہیں رہا تھا یہ الگ بات تھی۔

وہ مشکلوں سے قابو پا رہا تھا۔ خود پر۔

پانی نہیں آیا۔

وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ چکا تھا۔

آگیا۔

وہ لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

جو پانی ان کے آگے رکھ رہا تھا۔

یہ کیا ہے۔

وہ پانی کو مسلسل دیکھ رہا تھا۔

کھٹا پانی ہے۔۔

وہ جلدی سے پیالی پکڑتی پینے لگی۔

ایک تو گول گپے اتنے سپاسی۔۔

اوپر سے یہ پانی۔۔

وہ پانی کا ایک گھونٹ لگاتا بولا۔

جو کافی کھٹا تھا۔

وہ سامنے بیٹھے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

جو ایک گھونٹ میں پیالی ختم کر چکی تھی۔

آپ نے نہیں پینا تو مجھے دے دے۔

میں پی لوں اس کا ہی تو مزہ ہے۔

وہ پیالی اس کے ہاتھ سے لیتی پینے لگی۔

چلے اب میں آپ کو سادہ پانی پلاتی ہوں۔

وہ پیالی ٹیبل پر رکھتی ہوں بولی۔

پلیز۔۔۔ وہ کرسی سے اٹھ چکا تھا۔

وہ حیران تھا کہ اس لڑکی کو مرچی وغیرہ

نہیں لگی جبکہ اس کا برا حال تھا۔

دونوں ریڑی پر واپس آتے۔

ان سے ٹوٹل پیسے پوچھنے لگی۔

مراد اپنی والٹ سے کارڈ نکالتا۔

ریڑی والے کو دینے لگا کہ

وہ ریڑی والا اسے غور سے دیکھنے لگا کہ

وہ کون سی مخلوق ہے۔۔

جو کارڈ دے رہا ہے۔

کیا کر رہے ہے آپ۔

یہاں کارڈ نہیں چلتا۔

وہ ریڑی والے کو پیسے دینے لگی۔

کیوں۔

کیا سوال کیا تھا اس نے۔

کیونکہ یہ کوئی مال نہیں ہے۔

بازار ہیں یہاں صرف پیسے استعمال ہوتے ہیں۔

نہ کہ کارڈ وغیرہ۔۔



وہ کیا جواب دے چکی تھی اسے۔

میں تو پیسے لایا ہی نہیں ہوں۔

وہ اسے بتانے لگا جو صرف کارڈ لایا تھا۔

میں تو لائی ہوں۔

وہ اسے بتانے لگے جو صرف پیسے لائی تھی۔

کیا وقت آگیا تھا مراد خان پر۔

اتنا بینک بیلنس ہونے کے باوجود بھی

وہ خود کو اس بازار میں غریب محسوس کر رہا تھا۔

یا وہ اس وقت بازار کا سب سے غریب آدمی تھا۔

جس کے پاس ایک روپے کا سکہ تک نہیں تھا۔

چلیں آپ کو پانی پلاؤ اب۔

وہ ریڑی والے سے پیسے لیتے ہوئے اگے بڑھنے لگی۔

چلو جلدی۔ پلیز۔۔

وہ اگے چل رہی تھی اور وہ اس کے پیچھے۔

انہتا ایک جگہ آکر رک گئی۔

جاری ہے